فقہ کی تاریخ

﴿از علامہ ارشد القادری﴾

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فقہ کا فن ائمہ مجتہدین کے دور کی پیداوار ہے۔ یہ صریح غلطی ہے۔ احادیث و سیر اور اسلامی تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی کہ فقہ کی بنیاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میمون میں پڑ چکی تھی۔ اس طرح ہم فقہ کو چار ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلا دور

فقہ کا پہلا دور ظہور نبوت سے لے کر ۱۰ھ تک ہے۔ جسے ہم عہد رسالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس عہد مبارک میں چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی منبع احکام اور شارع اسلام ہونے کی حیثیت سے صحابہ کرام کے درمیان موجود تھی۔ اس لئے اپنی شخصی زندگی میں جب بھی انہیں کوئی نیا مسئلہ پیش آتا وہ فوراً حضور ﷺ سے دریافت کر لیتے۔ انہیں حکم معلوم کرنے کے لئے اجتہاد کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی۔ البتہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو عامل بنا کر باہر بھیجتے تھے تو حضور ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی تھی کہ ارباب حل و عقد کو جب کوئی نیا مسئلہ پیش آ جائے اور حکم دریافت کرنے کے لئے پیغمبر بھی سامنے موجود نہ ہوں اور قرآن و سنت سے بھی کوئی صریح ہدایت نہ ملتی ہو تو ایسی حالت میں شریعت کا حکم معلوم کرنے کے لئے انہیں اجتہاد سے کام لینا چاہئے۔ اسی طرح کے واقعات سے ہمیں عہد رسالت میں فقہ اسلامی کی بنیاد

دستیاب ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں نئے نئے مسائل میں خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات وارشادات سے بھی شریعت کا مزاج سمجھ میں آتا ہے کہ کن حالات میں شریعت کیا چاہتی ہے؟

دوسرا دور

فقہ اسلامی کا دوسرا دور کبار صحابہ کرام کا عہد مبارک ہے۔ جو ۱۰ کے بعد سے شروع ہو کر ۴۱ھ پر ختم ہو جاتا ہے۔ اسے ہم فقہ صحابہ کرام کا دور کہتے ہیں۔ اس دور کے مشہور فقہاء یہ ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

تیسرا دور

فقہ اسلامی کا تیسرا دور صغار صحابہ کرام اور کبار تابعین کا ہے۔ یہ دور ۴۱ھ کے بعد سے شروع ہو کر دوسری صدی ہجری کی ابتداء تک پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مبارک دور ہے جبکہ اسلامی اقتدار کا سورج خط نصف النہار پر چمک رہا تھا۔ شرق وغرب اور جنوب وشمال میں دور دور تک اسلام کی بادشاہت کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے۔ دین کی تبلیغ واشاعت کے لئے امت کے اصحاب علم وفضل اسلامی مفتوحات کی وسعتوں میں ہر طرف گروہ در گروہ پھیل گئے۔ چنانچہ اس دور کے مشہور فقہاء کے اسمائے گرامی پڑھنے کے بعد آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ علمی اور فقہی شخصیتوں کے مراکز کم وبیش سارے اسلامی بلاد میں قائم ہو گئے تھے جہاں سے دینی علوم اور فقہی مسائل کی تدوین واشاعت کا سلسلہ ساری دنیا میں

پھیل گیا تھا۔

اب ذیل میں اس دور کے مشہور فقہائے اسلام کے اسمائے گرامی بقید بلاد ملاحظہ فرمائیں۔

فقہائے مدینہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عروہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضرت ابو بکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضرت ابو الزناد عبداللہ بن ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فقہائے کوفہ

حضرت علقمہ بن قیس نخعی، حضرت مسروق بن اجدع، حضرت عبیدہ بن عمر سلمانی، حضرت اسود بن یزید نخعی، حضرت شریح بن حارث کندی، حضرت ابراہیم بن یزید نخعی، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ماعز بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

فقہائے بصرہ

حضرت انس بن مالک انصاری، حضرت ابو العالیہ، حضرت ابو الشعثاء جابر بن زید، حضرت محمد بن سیرین، حضرت حسین بن ابو الحسن یسار اور حضرت قتادہ بن دعامہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

فقہائے شام

حضرت عبداللہ بن غنم اشعری، حضرت ابو ادریس خولانی، حضرت قبیصہ بن ذویب، حضرت مکحول بن ابو مسلم، حضرت رجا بن حیات کندی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

فقہائے مصر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت ابوالخیر مرشد بن عبداللہ اور حضرت یزید بن حبیب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

فقہائے یمن

حضرت طاؤس بن کیسان جندی، حضرت وہب بن منبہ اور حضرت یحیٰی بن کثیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

فقہ اسلامی کا چوتھا دور

فقہ اسلامی کا چوتھا دور دوسری صدی ہجری کی ابتداء سے شروع ہوکر چوتھی صدی ہجری کے تقریباً نصف تک پہنچ کر تمام ہو جاتا ہے۔

اس دور میں اسلامی فتوحات کی وسعت، مختلف اقوامِ عالم کے ساتھ مسلمانوں کے اختلاط، زبانوں کے تبادلے، دینی حلقوں میں یونانی علوم و فنون کی ترویج، اقطار ارض میں اسلامی علوم کی نشرواشاعت اور مختلف تہذیبوں کے ساتھ اسلامی تمدن کے تصادم کی وجہ سے اس وقت کی دنیا ایک جہان نو میں تبدیل ہو گئی تھی۔ اسلامی تاریخ کا یہی وہ فرخندہ فال عہد ہے جبکہ اساطین امت کو پورے اقطار ارض میں زندگی کے نئے نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ دین کی بقا اور کتاب و سنت کے تحفظ کے لئے نئی نئی ضرورتوں کا احساس ہوا۔ فکر و نظر کے جوہر کھلے، علم و ادراک کے سینکڑوں دائرے حرکت میں آئے نئے نئے فنون کی بنیادیں رکھی

گئیں، تدوین حدیث کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ مجتہدین اُمت کے بہت سارے حلقے وجود میں آئے اور سینکڑوں افراد اسلامی قوانین کی تدوین و استنباط کے کام میں. شب و روز لگے رہے تب جا کر ہزاروں مجلدات پر مشتمل اسلامی مسائل و قوانین کا ایک عظیم الشان ذخیرہ اسلامی تاریخ کو دستیاب ہوا۔ جو قیامت تک کے لئے امت کی دینی ضروریات کا کفیل ہے۔ اسی دور میں فقہ کے اصول مرتب ہوئے اور کتاب و سنت کے احکام کے لئے فرض، واجب، سنت، مستحب اور مندوب کی اصطلاحات وضع ہوئیں۔

اس دور کے مشاہیر فقہاء

امام اعظم ابو حنیفہ، امام دار الہجرۃ امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس شافعی، امام احمد بن حنبل، حضرت سفیان بن سعید ثوری، حضرت شریک بن عبداللہ نخعی اور عمر بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

امامِ اعظم ابوحنیفہ کے مشهور تلامزه

امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری، امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی، امام زفر بن ہذیل بن قیس کوفی، اور امام حسن بن زیاد لولوی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جہلم میں مجلہ فقہ اسلامی

جناب قاری محمد اجمل منصور صاحب سے حاصل کریں۔

دار العلوم سلطانیہ ○ کالا دیوشریف ○ جہلم

ایبکو ٹیکنیکل ۔ ملتان

SKF AUTHORISED

بیرنگ کی دنیا میں جانا پہچانا نام

مجلّہ فقہ اسلامی کے دوش بدوش